تفسیر نور العرفان (قسط ⑰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

① مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب سورت طٰہٰ (۱۸) کے تحت لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ عشق اور ادب میں جب مقابلہ ہو، تو عشق غالب آتا ہے، کیونکہ ادب کا تقاضا ہے کہ بات چھوٹی کی جاوے، مگر عشق کا تقاضا ہے کہ معبود سے لمبی گفتگو کرو، تاکہ دیر تک ہم کلامی قائم رہے، موسیٰ علیہ السلام سے سوال صرف یہ تھا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ جواب یہ ہونا چاہیے تھا کہ لاٹھی ہے، مگر سوال سے زیادہ جواب عشق کے باعث تھا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص 499)

عشق گمراہ صوفیوں کی اصطلاح ہے۔ عشق جھوٹی محبت کا نام ہے۔ عشق جیسا لفظ مقدس ہستیوں کے لیے استعمال کرنا مناسب نہیں۔

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلْعِشْقُ : وَهُوَ الْحُبُّ الْمُفْرِطُ الَّذِي يُخَافُ عَلٰى صَاحِبِهٖ مِنْهُ، وَلٰكِنْ لَّا يُوصَفُ بِهِ الرَّبُّ تَعَالٰى وَلَا الْعَبْدُ فِي مَحَبَّةِ رَبِّهٖ، وَإِنْ كَانَ قَدْ أَطْلَقَهُ بَعْضُهُمْ، وَاخْتُلِفَ فِي سَبَبِ الْمَنْعِ، فَقِيلَ : عَدَمُ التَّوْقِيفِ، وَقِيلَ غَيْرُ ذٰلِكَ، وَلَعَلَّ امْتِنَاعَ إِطْلَاقِهٖ أَنَّ

الْعِشْقَ مَحَبَّةٌ مَّعَ شَهْوَةٍ .

''عشق حد درجہ کی محبت کو کہتے ہیں کہ جس میں عاشق پر کئی خطرات وخدشات ہو سکتے ہیں۔لیکن رب تعالیٰ کو اس لفظ سے متصف نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی بندے کی اللہ سے محبت پر عشق کا لفظ بولا جا سکتا ہے، اگر چہ بعض نے استعمال بھی کیا ہے۔(اللہ کی محبت پر)اس لفظ کی ممانعت کی وجہ میں اختلاف ہے، ایک قول کے مطابق کہ یہ لفظ شرعا ثابت نہیں، کئی اوراقوال بھی ہیں۔ممکن ہے کہ ممانعت کی (ایک) وجہ یہ بھی ہو کہ عشق اس محبت کو کہتے ہیں جس میں شہوت پائی جائے۔''

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 165)

② مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اللہ کے ماسوا سے قوت ومدد حاصل کرنی توکل کے بھی خلاف نہیں اور توحید کے بھی منافی نہیں۔''

(تفسیر نورالعرفان،ص499)

تحت الاسباب مدد توکل کے خلاف نہیں اور توحید کے بھی منافی نہیں۔فوق الاسباب مدد غیر اللہ سے طلب کرنا توکل اور توحید کے منافی ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾(الفاتحة : ٥)

''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔''

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ﴾(آل عمران: ١٢٦)

''مدد صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ غالب اور حکمت والا ہے۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾(الأنفال: ١٠)

''مدد صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ بلاشبہ اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔''

③ مفتی صاحب سورت طٰہٰ (٣٤) کے تحت لکھتے ہیں:

''یہاں تسبیح سے مراد اللہ کی عبادت اور ذکر اللہ سے مراد اس کے دین کی تبلیغ ہے، یا تسبیح سے مراد نماز میں اللہ کا ذکر اور ذکر اللہ سے مراد نماز سے خارج اس کی یاد ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص500)

صحیح بات یہ ہے کہ یہاں تسبیح سے مراد تسبیح ہی ہے اور ذکر اللہ سے مراد ذکر اللہ ہے۔ اللہ کی یاد میں اس کی تسبیح، تحمید، تکبیر اور تہلیل بیان کرنا ہے۔

④ مفتی صاحب سورت طٰہٰ (٤١) کے تحت لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ انسانوں کی پیدائش کے مقصد مختلف ہیں، انبیائے کرام رب کے لیے پیدا ہوئے اور دیگر لوگ رب کی عبادت کے لیے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص500)

❁ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي﴾(طه: ٤١)

''میں نے آپ کو (اپنا رسول) منتخب کیا ہے۔''

یہاں موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کا تذکرہ ہے، نہ کہ ان کی تخلیق کے مقصد کا۔ تمام جن وانس کی تخلیق کا مقصد ایک ہی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے، البتہ انبیائے کرام پر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہوتی ہے۔ مگر تخلیق کے مقصد میں سب برابر ہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذّاریات: ٥٦)

''میں نے تمام جن وانس کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔''

مفتی صاحب نے ایک پیغمبر کی شان میں غلو کرتے ہوئے آیت کریمہ کا غلط مفہوم پیش کیا ہے۔ لہٰذا رب کے لیے ہونے میں اور عبادت کے لیے ہونے میں کون منافات نہیں۔

⑤ مفتی صاحب سورت طٰہٰ (٥٦) کے تحت لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ انبیائے کرام کے فعل رب کے فعل ہیں، کہ معجزات تو موسیٰ علیہ السلام نے دکھائے، مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے دکھائے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص502)

افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ معجزات انبیائے کرام کے ہاتھوں ظاہر ہوتے ہیں، لیکن ان کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہوتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے معجزات چونکہ اللہ کی قدرت سے ہی ظاہر ہوئے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی نسبت اپنی طرف کر دی۔ اتنی سی بات سے مفتی صاحب معلوم نہیں کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟

⑥ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا نور ہیں، جب بشری لباس میں آئے، تو نوری بشر تھے، یہ کھانا پینا، نکاح، وفات اسی بشریت کے احکام ہیں اور معراج کی سیر، وصال

کے روزوں میں بھوک پیاس نہ لگنا نورانیت کی جلوہ گری ہے، دیکھو ہاروت وماروت فرشتے جب شکل انسانی میں دنیا میں بھیجے گئے، تو وہ کھاتے پیتے بھی تھے، بلکہ ان میں عورت کی خواہش بھی تھی، اس کے باوجود وہ نوری فرشتے بھی تھے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص504)

نبی کریم ﷺ بشر تھے۔ وہ تمام عوارض جو بشر کو لاحق ہو سکتے ہیں، آپ ﷺ کو بھی لاحق ہوتے تھے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ کو اللہ کا نور قرار دینا اہل حق اہل سنت کا مسلک نہیں۔ آپ حقیقت وجنسیت میں بشر تھے، مگر اللہ کے رسول تھے۔ نہ کہ بشری لباس میں آئے تھے۔ نوری بشر کوئی مخلوق نہیں۔ معراج کی سیر اور وصال کے روزے نبی کریم ﷺ کے خصائص ہیں۔ ہاروت وماروت دو فرشتے تھے، جو سلیمان علیہ السلام کی قوم کے لیے آزمائش بنا کر بھیجے گئے، ان کا کھانا پینا ثابت نہیں۔ نیز عورت کی خواہش بھی ثابت نہیں۔ البتہ بعض اسرائیلی روایات میں ذکر ہے، مگر یہ قرآن کے خلاف ہیں، لہٰذا انہیں چھوڑا جائے گا۔

فرشتے کھانا نہیں کھاتے، جب ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے انسانی شکل میں آئے، تو آپ نے ان کی ضیافت میں بھونا ہوا بچھڑا پیش کیا تھا، مگر انہوں نے کھانے کی طرف توجہ ہی نہ دی، وہ فرشتے بھی انسانی شکل میں آئے تھے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ ہاروت وماروت کھانا کھاتے تھے، بے اصل اور بے دلیل ہے۔ ہاروت وماروت کا انسانی شکل میں آنا نص سے ثابت ہے اور نبی کریم ﷺ کا جنس بشر سے ہونا بھی منصوص ہے، مگر بشری لبادے میں آنے کا ذکر نہ قرآن میں ہے، نہ حدیث میں اور نہ اسلاف امت کے اجماع میں۔ آپ ﷺ بھی پہلے انبیائے کرام کی طرح مرد اور بشر تھے، کیونکہ بشر کے علاوہ کوئی نبی نہیں ہوا۔ مشرکین مکہ معترض تھے کہ نبوت بشریت کے منافی ہے، اللہ تعالیٰ نے بطور دلیل یہ فرمایا کہ پہلے نبی کون

تھے؟ یہ نہیں فرمایا کہ حقیقت میں بشر نہیں، نوری ہیں، مگر انسانی لبادہ میں آئے ہیں۔

⑦ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اولیاء اللہ ہدایت دے سکتے ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص506)

اہل سنت والجماعت کے نزدیک اولیاء اللہ ہدایت کی راہنمائی فرماتے ہیں، نہ کہ ہدایت کی توفیق دے سکتے ہیں۔ ہدایت کی توفیق تو پیغمبر کے اختیار میں بھی نہیں ہے۔

⑧ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''جب حضرت جبریل کی گھوڑی کی خاک بے جان سونے میں جان پیدا کرسکتی ہے، تو بزرگوں کے قدموں کی خاک مردہ دلوں کو ضرور زندہ کرسکتی ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص508)

یہ بزرگوں کی شان میں غلو ہے۔ صحابہ، تابعین اور اتباع تابعین سے بڑھ کر کون بزرگی والا ہوسکتا ہے؟ مگر ان کے زندگیوں میں ایسا کچھ نہیں ملتا۔ مردہ دلوں کی آبادکاری توحید باری میں ہے۔

⑨ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ صالحین کی زبان کن کی کنجی ہوتی ہے، جو ان کے منہ سے نکل جائے، وہ باذن اللہ ہو کر رہتا ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص508)

یہ صالحین کے متعلق شدید غلو ہے۔ یاد رہے کہ پہلی قوموں کو غلو نے ہلاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے تکوینی اُمور پر کسی کو اختیار نہیں دیا۔ جو وہ چاہتا ہے، وہ ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا، نہیں ہوتا، کوئی اسے کرنے یا نہ کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا۔ یہ ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے

محبوب بندوں کی حاجات اور مناجات کو قبول کرتا ہے، مگر ان کی زبانوں کو کن کی کنجی قرار دینا عقیدہ توحید کے منافی ہے۔

⑩ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ حضور کو علم لدنی عطا ہوا، جس سے آپ پہلے ہی سے عالم کے حالات سے باخبر تھے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص508)

نبی کریم ﷺ کے پاس علم وحی تھا۔ وحی سے پہلے آپ کچھ نہیں جانتے تھے۔ وحی کے بعد بھی عالم کے حالات سے باخبر نہیں تھے۔

⑪ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے گزشتہ وآئندہ حالات جانتا ہے، مگر مخلوق، خدا کی ذات وصفات اور اس کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتی، یا شفیع المذنبین مخلوق کے اگلے پچھلے حالات جانتے ہیں، مگر مخلوق ان کا احاطہ نہیں کر سکتی۔''

(تفسیر نور العرفان، ص509)

نبی کریم ﷺ مخلوق کے اگلے پچھلے حالات سے واقف نہیں تھے۔

❀ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَّآ أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ (الأعراف: ۱۸۸)

''اے نبی! کہہ دیجیے، میں اپنی جان کے نفع ونقصان کا بھی مالک نہیں، مگر جو

اللہ چاہے، میں غیب جانتا ہوتا، تو بہت سی بھلائیاں سمیٹ لیتا اور مجھے نقصان نہ پہنچتا، میں تو صرف اہل ایمان کو ڈرانے اور خوشخبریاں سنانے آیا ہوں۔''

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی أَنْ يُفَوِّضَ الْأُمُورَ إِلَيْهِ، وَأَنْ يُخْبِرَ عَنْ نَفْسِهٖ أَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ، وَلَا اطِّلَاعَ لَهٗ عَلٰی شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ إِلَّا بِمَا أَطْلَعَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ .

''اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اپنے تمام تر معاملات اللہ کے سپرد کر دیں اور خبر دیں کہ آپ غیب دان نہیں، نہ ہی کسی چیز پر مطلع ہیں، سوائے اس کے جس پر اللہ نے مطلع کر دیا ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 249/3)

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحٰی إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِيْنٌ﴾(الأحقاف : ۹)

''پیغمبر! کہہ دیں، میں کوئی پہلا رسول نہیں ہوں، مجھے اپنے اور آپ کے ساتھ پیش آمدہ حالات کا بھی علم نہیں، میں تو وحی کی پیروی کرتا ہوں اور میں اللہ کے عذاب سے واضح ڈرانے والا ہوں۔''

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلٰی بَعْضِ أَزْوَاجِهٖ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهٖ وَأَظْهَرَهُ

اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هٰذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ﴾(التّحریم : ۳)

''جب نبی (ﷺ) نے ایک بیوی سے کوئی پوشیدہ بات کہی، اس نے وہ بات (دوسری بیوی کو) بتلا دی، اللہ نے اپنے نبی کو اس سے آگاہ کر دیا، تو نبی نے کچھ بات بتا دی اور کچھ سے اعراض کر لیا، پھر جب نبی نے بیوی کو اس بات کی خبر دی، تو کہنے لگیں: آپ کو یہ خبر کس نے دی؟ فرمایا: مجھے علیم اور خبیر (رب) نے خبر دی ہے۔''

ان آیات میں غور و فکر اور تدبر کیجئے اور پھر سوچئے کہ کیا ان آیات کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لئے علم غیب کا وجود تسلیم کیا جا سکتا ہے؟

⑫ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضور کا علوم غیبیہ پر مطلع ہونا اور مطلع کرنا حضور کی نبوت کی دلیل ہے، جو حضور کے علم غیب کا انکار کرے، وہ درحقیقت حضور کی نبوت کا منکر ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص574)

علوم غیبیہ سے مراد اگر وحی ہے، تو درست، ورنہ نبی کریم ﷺ عالم الغیب نہیں۔ علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ یہی عقیدہ علمائے احناف کی کتب میں درج ہے، ملاحظہ ہو۔

❁ علامہ قدوری حنفی رحمہ اللہ (428ھ) لکھتے ہیں:

قُلْنَا : النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَطَّلِعْ عَلَى الْغَيْبِ.

''ہم کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ غیب پر مطلع نہیں ہوئے۔''

(التّجرید : 3009/6)

✿ علامہ سرخسی حنفی رحمہ اللہ (483ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ ذٰلِكَ غَيْبٌ وَّلَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰى .

''یہ غیب ہے اور غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

(المَبسوط: 64/16)

✿ علامہ قاضی خان رحمہ اللہ (592ھ) لکھتے ہیں:

رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَأَةً بِشَهَادَةِ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ كَانَ بَاطِلًا لِّقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا نِكَاحَ إِلَّا بِشُهُودٍ، وَّكُلُّ نِكَاحٍ يَّكُونُ بِشَهَادَةِ اللّٰهِ وَبَعْضُهُمْ جَعَلُوا ذٰلِكَ كُفْرًا لِأَنَّهٗ يَعْتَقِدُ أَنَّ الرَّسُولَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ وَهُوَ كُفْرٌ .

''اگر کوئی شخص نکاح میں اللہ اور رسول کو گواہ بنائے، تو وہ نکاح باطل ہوگا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گواہوں کے بغیر نکاح نہیں اور ہر نکاح اللہ کی شہادت کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ بعض فقہا نے اسے کفر قرار دیا ہے، کیونکہ وہ شخص رسول اللہ ﷺ کے متعلق علم غیب کا عقیدہ رکھتا ہے اور یہ کفر ہے۔''

(فتاویٰ قاضی خان: 157/1)

✿ نیز لکھتے ہیں:

رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَأَةً بِغَيْرِ شُهُودٍ فَقَالَ الرَّجُلُ لِلْمَرْأَةِ : **خدا را و پیغمبر را گواہ کردیم**، قَالُوا : يَكُونُ كُفْرًا لِأَنَّهٗ اعْتَقَدَ أَنَّ رَّسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ وَهُوَ مَا كَانَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ حِينَ

كَانَ فِي الْأَحْيَاءِ، فَكَيْفَ بَعْدَ الْمَوْتِ .

''اگر کسی شخص نے کسی عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا اور عورت سے کہے : ہم (نکاح پر) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو گواہ بناتے ہیں۔تو فقہا کہتے ہیں کہ یہ کفر ہے، کیونکہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھا ہے، حالانکہ آپ ﷺ اپنی حیات مبارکہ میں غیب نہیں جانتے تھے، تو وفات کے بعد غیب کیسے جان سکتے ہیں۔''

(فتاویٰ قاضی خان:4/468-469،وفی نسخہ،ص883،طبع نولکشور)

۞ ابن مازہ حنفی رحمہ اللہ (616ھ) لکھتے ہیں:

تَزَوُّجُ امْرَأَةٍ بِشَهَادَةِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ لَا يَجُوزُ؛ لِأَنَّ هٰذَا نِكَاحٌ لَّمْ يَحْضُرْهُ شُهُودٌ، وَعَنْ أَبِي الْقَاسِمِ الصَّفَّارِ رَحِمَهُ اللّٰهُ أَنَّهٗ قَالَ : يُكَفَّرُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا؛ لِأَنَّهٗ اعْتَقَدَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَالِمُ الْغَيْبِ .

''کسی شخص کا اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو گواہ بنا کر شادی کرنا جائز نہیں، کیونکہ اس نکاح میں گواہ حاضر نہیں ہوئے۔قاسم صفار رحمہ اللہ فرماتے ہیں : جو ایسا کرے گا، اس کی تکفیر کی جائے گی، کیونکہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ بنایا ہے۔''

(المُحيط البُرهاني في الفقه النُّعماني : 29/3)

۞ علامہ عثمان بن علی، زیلعی حنفی رحمہ اللہ (743ھ) لکھتے ہیں:

اَللّٰهُ تَعَالٰى هُوَ الْمُنْفَرِدُ بِعِلْمِ الْغَيْبِ .

''صرف اللہ ہی علم غیب جانتا ہے۔''

(تبیین الحقائق : 105/3)

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (855ھ) لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ : «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ» عَلٰى مَعْنَى الْإِقْرَارِ عَلٰى نَفْسِهٖ بِصِفَةِ الْبَشْرِيَّةِ مِنْ أَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ مِنَ الْغَيْبِ إِلَّا مَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ مِنْهُ .

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ میں بشر ہوں، اس بات کا اقرار ہے کہ آپ صفت بشریت سے متصف ہیں اور بشر کچھ بھی غیب نہیں جانتے، سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ انہیں بتا دے۔''

(عمدة القاري : 247/24)

اب مفتی صاحب بتائیں کہ کیا یہ علمائے احناف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر تھے، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم غیب کی نفی فرما رہے ہیں؟

⑬ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''بتوں کی آیتیں اولیاء اللہ یا انبیائے کرام پر چسپاں کرنا خوارج کا طریقہ ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص 574)

یہ کہنا کہ خوارج کا طریقہ ہے، بے دلیل اور بے ثبوت بات ہے۔ جو لوگ انبیائے کرام اور اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے تھے، ان کے نام کی پکار کرتے تھے، ان کے نام کی نذر و نیاز پیش کرتے، یقیناً وہ آیات جن میں شرک اور اہل شرک کی مذمت آئی ہے، وہ انہی لوگوں پر منطبق ہوتی ہیں۔ کیونکہ بت پرستی اور قبر پرستی میں کوئی فرق نہیں، دونوں کے مدنظر شخصیات ہوتی ہیں۔ بتوں کو انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی شکلوں پر

تراشتے تھے، کعبہ میں بھی سیدنا ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام اور مریم علیہا السلام کی مورتیاں نصب تھیں۔

فائدہ:

بکیر بن عبداللہ اشج رحمہ اللہ نے نافع مولی ابن عمر سے پوچھا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خوارج کے متعلق کیا رائے رکھتے تھے؟ نافع رحمہ اللہ نے کہا:

يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ انْطَلَقُوا إِلٰى آيَاتٍ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوهَا فِي الْمُؤْمِنِينَ .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خوارج کو بدترین مخلوق سمجھتے تھے، کہ خوارج کفار کے متعلق نازل ہونے والی آیات کو مومنوں پر چسپاں کر دیتے تھے۔''

(صحيح البخاري معلقًا، قبل الحديث : 6930، تغليق التّعليق لابن حجر : 259/5، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

اس اثر کا مطلب یہ ہے کہ خوارج مسلمانوں کی تکفیر کرتے تھے اور کفر پر دلالت کرنے والی جتنی آیات ہیں، وہ مسلمانوں پر چسپاں کر دیتے تھے۔ ایسا وہ مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہوئے کرتے تھے، نہ کہ مسلمان سمجھتے ہوئے۔

لہٰذا آج اگر کوئی شرک سے متعلق آیات مشرکوں پر فٹ کرتا ہے، تو بالکل درست ہے، کیونکہ وہ آیات صرف بتوں سے ہونے والے شرک کے متعلق نازل نہیں ہوئیں، بلکہ شرک کی تمام صورتوں اور حالتوں کے متعلق نازل ہوئیں۔ کل کلاں کوئی درختوں کی پکار کرنے والا کہے گا کہ یہ آیات تو بتوں کے بارے میں ہیں! درختوں کے بارے میں نہیں۔ جس طرح آج قبروں کی پوجا کرنے والے کہتے ہیں۔

۱۴ مفتی صاحب سورت فرقان (۱۷۔۱۸) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے مراد مشرکین کے بت ہیں۔ پتھر، لکڑی، چاند، سورج وغیرہ۔ اس میں حضرت مسیح وعزیر علیہما السلام داخل نہیں، کیونکہ یہاں ﴿مَا﴾ فرمایا گیا، جو بے عقل چیزوں کے لیے آتا ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص576)

اس آیت میں صرف بت مراد نہیں، بلکہ جن کو بھی اللہ کے علاوہ پکارا گیا، وہ مراد ہیں، اس میں انبیائے کرام اور اولیائے عظام سب شامل ہیں، جیسا کہ آیات کے سیاق سے ظاہر ہے۔ یہی انداز کلام اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی نقل کیا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ﴾ (المائدة: ۱۱۶)

''اس وقت کیا ہوگا جب اللہ تعالیٰ کہے گا: اے عیسیٰ ابن مریم! کیا آپ نے لوگوں کو کہا تھا کہ اللہ کے علاوہ مجھے اور میری ماں کو بھی دو الہ بنالو، تو عیسیٰ عرض گزار ہوں گے: اللہ! تو (شرک کی جملہ انواع واقسام سے) پاک ہے، میرے لیے جائز نہیں کہ میں ایسی بات کہوں، جس کا مجھے کوئی حق نہیں، اگر میں نے یہ بات کہی ہوتی، یقیناً تو اسے جانتا ہے، تو وہ بھی جانتا ہے، جو میرے نفس میں ہے، مگر میں وہ نہیں جانتا، جو تیرے نفس میں ہے، بلاشبہ تو ہی پوشیدہ باتوں

کو خوب جاننے والا ہے۔''

غور کیجئے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے کس طرح مکالمہ کریں گے، حالانکہ اللہ تعالیٰ حقیقت حال سے واقف ہے۔ مگر یہ سب ان لوگوں کی مذمت اور رُسوائی کے لیے ہوگا، جو لوگ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ مریم صدیقہ علیہا السلام کے متعلق اُلوہیت کے دعویٰ دار ہوں گے، کہ دیکھو جن کو تم اپنا معبود سمجھتے تھے، وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کس طرح اپنی عبدیت اور اللہ تعالیٰ کی اُلوہیت کا اقرار کر رہے ہیں۔

لہٰذا مفتی صاحب کا یہ کہنا کہ ''اس میں حضرت مسیح وعزیر علیہما السلام داخل نہیں۔'' قطعا درست نہیں، یہ آیت کے سیاق کے بھی خلاف ہے۔

﴿مَا﴾ اکثر غیر ذوی العقول کے لیے آتا ہے، مگر کبھی ذوی العقول کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے، جیسا کہ سورت نساء آیت نمبر۳ میں ہوا ہے۔

⑮ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''وسیلہ کا انکار کرنا کفار کا شیوہ ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص577)

اہل سنت والجماعت وسیلہ کی جائز صورتوں کے قائل ہیں۔ وسیلہ کی ناجائز، حرام اور شرک پر مبنی صورتوں کے منکر ہیں۔ فوت شدہ کا وسیلہ جائز نہیں، کیونکہ اس پر کوئی دلیل نہیں۔

علامہ محمد بشیر سہسوانی رحمہ اللہ (۱۳۲۶ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّا مَعَاشِرَ الْمُوَحِّدِينَ لَا نَمْنَعُ التَّوَسُّلَ مُطْلَقًا كَمَا تَقَدَّمَ، وَإِنَّمَا نَمْنَعُ مِنْهُ مَا كَانَ مُتَضَمِّنًا لِّعِبَادَةِ غَيْرِ اللّٰهِ، أَوْ لِمَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ وَرَسُولُهُ، أَوْ مُحْدَثًا لَّمْ يَدُلَّ عَلَيْهِ دَلِيلٌ مِّنْ كِتَابٍ

وَّسُنَّةٍ ثَابِتَةٍ .

''پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ہم توحید پرست وسیلے سے کلی طور پر منع نہیں کرتے۔ ہم تو صرف اس وسیلے سے منع کرتے ہیں، جس سے غیر اللہ کی عبادت لازم آتی ہو یا جس سے اللہ ورسول نے منع فرمایا ہو یا وہ ایسی بدعت پر مبنی ہو، جس کی قرآنِ کریم اور صحیح حدیث میں دلیل نہ ہو۔''

(صِيانة الإنسان، ص221)

✿ نیز فرماتے ہیں:

إِنَّ التَّوَسُّلَ لَهُ أَقْسَامٌ : بَعْضُهَا مَشْرُوعٌ، وَبَعْضُهَا شِرْكٌ وَّمُحَرَّمٌ، وَبَعْضُهَا مَكْرُوهٌ وَّبِدْعَةٌ، فَالَّذِي نَجْعَلُهُ مُحَرَّمًا أَوْ كُفْرًا وَّشِرْكًا أَوْ بِدْعَةً لَّا نَسْلَمُ اجْتِمَاعَ مُعْظَمَ الْأُمَّةِ عَلَيْهِ، وَالَّذِي عَلَيْهِ اجْتِمَاعَ مُعْظَمَ الْأُمَّةِ لَا نَقُولُ بِكَوْنِهِ شِرْكًا أَوْ مُحَرَّمًا أَوْ بِدْعَةً .

''وسیلے کی کئی اقسام ہیں، ان میں سے بعض جائز ہیں، بعض شرک وحرام اور بعض مکروہ اور بدعت ہیں۔ وسیلے کی جس قسم کو ہم حرام، کفر، شرک یا بدعت قرار دیتے ہیں، جمہور امت اتفاقی طور پر اس کے قائل وفاعل نہیں ہو سکتے اور جس قسم پر جمہور امت کا اتفاق ہو، ہمارے نزدیک وہ شرک، حرام یا بدعت نہیں ہو سکتی۔''

(صِيانة الإنسان، ص221)

⑯ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''ابولہب کو حضور کی ولادت کی خوشی میں ثوبیہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے دوزخ میں انگلی سے پانی ملتا ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص577)

یہ بات درست نہیں۔ اس کی حقیقت ملاحظہ فرمائیں؛

❀ تابعی عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کا بیان ہے:

ثُوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِّأَبِي لَهَبٍ، كَانَ أَبُو لَهَبٍ أَعْتَقَهَا، فَأَرْضَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ أُرِيَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ بِشَرِّ حِيبَةٍ، قَالَ لَهُ: مَاذَا لَقِيتَ؟ قَالَ أَبُو لَهَبٍ: لَمْ أَلْقَ بَعْدَكُمْ غَيْرَ أَنِّي سُقِيتُ فِي هٰذِهِ بِعَتَاقَتِي ثُوَيْبَةَ.

''ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی، ابولہب نے اسے آزاد کر دیا، اس نے نبی اکرم ﷺ کو دودھ پلایا، موت کے بعد اس کے اہل خانہ میں سے کسی نے خواب میں اسے بری حالت میں دیکھا، اس نے اس (ابولہب) سے پوچھا، تو نے کیا پایا ہے؟ ابولہب بولا کہ تمہارے بعد میں نے کوئی راحت نہیں پائی، ماسوائے اس کے کہ ثویبہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے اس (انگوٹھے اور انگشت شہادت کے درمیان گڑھے (مصنف عبدالرزاق: ۹/ ۶۲، ح: ۱۶۳۵۰، اس کی سند امام عبدالرزاق صنعانی کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے) سے پلایا جاتا ہوں۔''

(صحيح البخاري معلقًا، تحت الحديث: 5101، نصب الرّاية للزّيلعي: 168/3)

۱۔ یہ عروہ بن زبیر کا مرسل قول ہے، لہٰذا ضعیف و ناقابل استدلال ہے، حیرانی ہے کہ جو لوگ عقائد میں خبر واحد کو حجت نہیں مانتے، وہ تابعی کے اس ''ضعیف'' قول سے استدلال لے رہے ہیں!

۲۔ ایک کافر کے بعض اہل خانہ کے خواب کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔

۳۔ یہ خواب نص قرآنی کے خلاف ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ﴾

(اللّھب: ۱۔۲)

''ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوگئے اور وہ خود بھی ہلاک ہوگیا، اسے اس کے مال اور اعمال نے کچھ فائدہ نہ دیا۔''

۴۔ نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَقَدِمْنَا إِلٰى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنْثُورًا﴾

(الفرقان: ۲۳)

''ہم ان کے اعمال کا جائزہ لیں گے اور انہیں اڑتا ہوا غبار بنا دیں گے۔''

۵۔ یہ ثابت نہیں کہ اس نے اپنی لونڈی ثویبہ کو اس وجہ سے آزاد کیا تھا کہ اس نے ابولہب کو نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشخبری سنائی تھی، لہٰذا مفتی صاحب کا یہ کہنا درست نہیں:

> ''بات یہ تھی کہ ابولہب حضرت عبداللہ کا بھائی تھا، اس کی لونڈی ثویبہ نے آکر اس کو خبر دی کہ آج تیرے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند (محمد رسول اللہ) پیدا ہوئے صلی اللہ علیہ وسلم، اس نے خوشی میں اس لونڈی کو انگلی کے اشارے سے کہا کہ جا تو آزاد ہے۔'' (جاءالحق: ۱/ ۲۳۵)

❀❀❀❀❀❀❀